

مختصر حالات استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد حنیف اللہ والا (ایڈووکیٹ)

تاریخ عالم اس حقیقت کی شاہد ہے کہ دنیا کی اقوام یعنی یہود و نصاریٰ اور ہندو، رذیلوں سے مسلمانوں کو صغیر ہستی سے مٹانے کی کوششیں کر رہی ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ آج تک جاری ہیں ان اقوام نے دنیائے اسلام کو نزک پہنچانے کے لئے جو حربے اختیار کئے ان میں سے سب سے خطرناک حربہ وہ ہے جسے ”دام ہرگ“ کہا جاسکتا ہے یعنی اپنے شکار کو دھوکہ دینے کے لئے ہوہوای کا سلابادہ اوڑھ لیا تاکہ شکار کو پتہ بھی نہ چلے کہ وہ پنجہ میاں میں جکڑا جا چکا ہے۔ لارنس آف عربیا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان لوگوں کے ذمہ یہ کام لگایا جاتا تھا کہ عالم اسلام میں پھیل جائیں اپنا اعتبار قائم کریں اور جذبہ حب رسول ﷺ کو مسلمانوں کے دلوں سے مٹانے کی کوشش کریں۔ ڈاکٹر اقبال نے اپنی مشہور نظم جس کا عنوان ہے ”الہیں کا پیغام اپنے سیاسی فرزندوں کے نام“ میں غالباً اسی حربے کا ذکر کیا ہے کہ شیطان اپنے کارکنوں کو جمع کر کے کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ مسلمان صفحہ ہستی سے مٹ جائیں یا دنیا میں ان کا وجود عدم برابر ہو جائے تو تم صرف یہ کرو کہ روح محمدان کے دل سے نکال دو۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں اسی روح مقدسہ کے خلاف بہت سی آوازیں اٹھیں خود برصغیر پاک و ہند میں اس جذبے کو مٹانے کی مسلسل اور منظم کوششیں کی گئیں اور وہ اس طرح کہ فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مقدسہ کو مرکز بحث بنایا گیا لیکن جذبہ عشق سے سرشار اہل نظر علماء نے اس کے پیچھے پھنسی ہوئی نیوٹ کو بھانپ لیا ان علماء میں شیخ الحدیث حضرت مفتی تقدس علی خان بھی ہیں۔ ”تقدس علی خان“، تاریخی نام (۱۳۲۵ھ) ہے والد کا نام الحاج سردار ولی خان دادا کا نام مولانا بادی علی خان اور پردادا کا نام مولانا رضا علی خان (جد امجد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ آپ کے والد محترم کے چچا زاد بھائی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا تھے آپ کی ولادت رجب ۱۳۲۵ھ، اگست ۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف (ہندوستان) میں ہوئی مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابجد کے حساب سے تاریخی ماہ نکال کر آپ کا نام تقدس علی خان رکھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا غلیل الرحمن بہاری، مولانا ظہور الحسن فاروقی مجددی، صدر مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، دارالعلوم مظفر الاسلام بریلی شریف اور ان کے صاحبزادے مولانا نور حسین سے حاصل کی۔ متوسط کتب درس نظامی پر ادرار زادہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسین رضا خان سے پڑھیں اور اعلیٰ تعلیم حضرت علامہ رحمہ اللہ خان، مولانا عبدالمنان (ضلع مردان) مولانا عبدالعزیز خان اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی (مصنف بہار شریعت) سے حاصل کی۔ اور تکمیل حیۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی۔ انہوں نے آپ کو درسیات کے علاوہ ردالمحتار کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے آپ نے

شرح جامی کا خطبہ پڑھا اور ۱۳۳۵ھ میں آپ نے دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔ جس طرح حضرت شیخ الحدیث کا نام نامی (قدس علی خان) تاریخی ہے اسی طرح آپ کی شخصیت اور آپ کا کردار بھی تاریخی ہے تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم بریلی شریف میں درس و تدریس کی خدمت شروع کی اور مختلف فنون میں جوہر دکھاتے رہے۔ اعلیٰ حضرت سے فنِ نحو کی کتاب شرح جامی کا خطبہ پڑھنے کا فیضان تھا کہ دیگر مدارس کے منتہی طلباء بھی آپ سے آکر شرح جامی یا اس کا خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت کے اس درس کا مادہ تاریخ ”تدریسِ تقدس علی ۱۳۳۸ھ“ استخراج کیا گیا ہے۔ ایک روز راقم الحروف نے عرض کیا کہ سائیں اس وقت آپ کے پڑھانے کی کیا نوعیت ہوتی تھی؟ فرمایا دیگر اساتذہ کے باعتبار میں جو نیز تھا مگر ہر کتاب کے لئے اچھی طرح تیاری کر کے بھر پڑھانے بیٹھا تھا۔ ستر اسی طلباء مجھ سے پڑھتے تھے، نظم و ضبط مثالی ہوتا تھا اس وقت میری آواز یا کسی سوال پوچھنے والے شاگرد کی آواز سنائی دیتی اور طلباء کا پیٹاں لے کر بیٹھتے میری تقریر کی اہم باتیں اور سوال و جواب لکھتے جاتے تھے۔ فرمایا شروع میں کسی استاد نے ایک شاگرد کو میرے خلاف تیار کیا اور وہ دورانِ درس مجھ سے بے جا اور بعض دفعہ غلط سوال بھی کرتا تھا محض یہ دکھانے کے لئے کہ میں نا تجربہ کار ہوں اور پڑھانے کے قابل نہیں ایک روز حضرت حجۃ الاسلام میرے درس میں آکر بیٹھ گئے دستور کے مطابق اس لڑکے نے سوال کیا جو کہ غلط تھا میں نے اسے ٹوکا تو وہ بحث کرنے لگا اس پر حجۃ الاسلام نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تیرا سوال ہی غلط ہے تب اس نے تسلیم کیا اور مجھ سے معافی مانگی وہ شاگرد تین سال تک پڑھتا رہا مگر کتاب پوری نہ کر سکا اور ایسے ہی مدرسہ چھوڑ کر چلا گیا۔

فرمایا ”ایک مرتبہ شرح تہذیب کا ایک مقام سمجھ نہ آتا تھا شرح دیکھی مگر ویسے کا ویسا بار طلبہ پڑھنے کے لئے آ بیٹھے اور مطالعہ کی عبارت بھی پڑھی اس وقت میں نے اپنے استاد کا تصور کر کے مدد چاہی پھر پڑھانا شروع کیا آخر میں نے دیکھا کہ سبق بالکل صحیح پڑھا جا چکا ہے“ آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ انتظامی امور میں بھی سرگرم و فعال رہتے تھے اس لئے دورانِ تعلیم ہی دارالعلوم منظر الاسلام کے نائب مہتمم مقرر ہوئے تھے آپ کی نگرانی میں مشہور علمائے کرام کی دستار بندی ہوئی جن میں حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ قابل ذکر ہیں حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم بریلی شریف کے مہتمم مقرر ہوئے اللہ آباد یونیورسٹی میں آپ نے علوم شرعیہ کے امتحانات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور اللہ آباد یونیورسٹی کے منتہی رہے بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے شرقی علوم کے باقاعدہ امتحانات شروع کر دئے تو اگلے سال مختلف مدارس سے تین ہزار طلبہ امتحان دینے کے لئے حیدر آباد دکن آئے جس کا دن تھا نماز جمعہ کے لئے ایک بڑے باغ میں اہتمام کیا گیا۔ حاکم وقت نواب عثمان علی صاحب نظام دکن بھی نماز پڑھنے کے لئے وہاں آئے لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر پوچھا یہ خلاف معمول آج ریش زیادہ کیوں ہے؟ بتایا گیا کہ طلباء امتحان دینے آئے ہیں یہ جواب سن کر پوچھا کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ بتایا گیا مختلف مقامات پر یہ سن کر اسی وقت حکم دیا کہ ایک یونیورسٹی اور اس کے ساتھ ہاسٹل بھی تعمیر کی جائے فوری طور پر اس پر عمل کیا گیا اور اس طرح حیدر آباد دکن یونیورسٹی وجود میں آگئی۔ ان دنوں تحریک پاکستان زوروں پر تھی آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا پاکستان بن جانے

کے بعد ۱۳۷۱ھ میں ہجرت کر کے کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے۔

پیر جو گوٹھ تشریف لانے کے متعلق آپ نے فرمایا ”مراؤ ابادنی کافرئس میں سندھ سے جو علماء اہلسنت کا وفد مراد آباد آیا تھا ان میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد ساجد اودھان بھائی مرحوم بھی گئے تھے وہاں پر میری اور مفتی صاحب کی ملاقات اور دوستی ہوگئی کراچی میں آنے کے بعد ان سے ملاقات ہوئی کیوں کہ ان دنوں میں مفتی صاحب سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں مفتی اعظم پاکستان کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ان دنوں ملاقات کے دوران مفتی صاحب نے کہا بریلوی صاحب سندھ کا ایک عظیم خاندان پیر پگارا تحریک آزادی میں مجاہدانہ اور گوریلا سرگرمیوں کی پاداش میں فرنگیوں کے ستم کا خصوصی نشانہ بنائے ان کے لاکھوں مریدین سفاکانہ طور پر شہید کر دیئے گئے ہیں ان کی درگاہ حویلیوں اور فصلوں کو بموں کے ذریعے مسمار کر دیا گیا ہے۔ مجاہد اعظم شہید آزادی حضرت سید صہبہ اللہ کو شہید کر کے ان کی میت کو نامعلوم مقام پر دفن کیا گیا ہے اور ان کے دو شیرادوں کو جلا وطن کر کے دیار غیر (لندن) میں رکھا گیا ہے اب جب کہ پاکستان بن چکا ہے اور پیران پگارا کی گدی بحال ہونے والی ہے اس لئے میرا مشورہ اور تاکید گزارش ہے کہ آپ مع اہل و عیال پیر جو گوٹھ چلے جائیں کیونکہ اس وقت آپ جیسی با علم پر عزم اور تجربہ کار شخصیت کی وہاں پر اشد ضرورت ہے بہر حال ہم نے محترم مفتی صاحب کے مشورہ پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا اور ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۲ء میں پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور میں آکر ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کر لی میں نے یہاں آتے ہی حکیم فقیر اللہ جتوئی اور حاجی صالح علی مینن کے تعاون سے شہر میں مدرسہ قادریہ کے نام سے جاری کیا جس میں شہر کے چھوٹے بڑے لوگ تعلیم حاصل کرنے لگے۔

مولانا محمد صالح کی کوششوں سے پیر صاحب کی گدی بحال ہوگئی اور حضرت پیر صاحب پگارا لندن سے واپس تشریف لے آئے فروری ۱۹۵۲ء میں پیر صاحب کی تاج پوشی ہوئی اور ۲۴ مئی ۱۹۵۲ء کو جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا مولانا محمد صالح کے اصرار اور احباب کے فیصلے سے میں جامعہ راشدیہ میں منتقل ہو گیا۔ صدر مدرس کی حیثیت سے خدمت میں مصروف ہو گیا۔

حضرت شیخ الحدیث کو ۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے بیعت اور تمام سلاسل میں خلافت کا شرف جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعے حاصل ہوا اور انھوں نے آپ کو خاندان قادریہ کے اوراد و وظائف کی اجازت دے کر اپنا خلیفہ مجاز بنایا ۱۳۶۷ھ میں آپ نے بغداد شریف، کاظمیہ شریف، کربلا معلیٰ و نجف اشرف میں حاضری دی اور ۱۳۶۸ھ میں پہلا حج ہندوستان سے کیا ۱۳۹۵ھ سے آپ مسلسل ہر سال ماہ رمضان المبارک میں عمرہ و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے مدینہ طیبہ حاضری کے وقت آپ کا قیام قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہوتا۔ آپ کی زندگی کا سرمایہ دینی، معاشی رسول ﷺ اور تبلیغ و خدمت خلق تھا آپ کی روحانیت کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں فقہی مسائل حل کرنے میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا انداز بیان اس قدر دل نشین ہوتا تھا کہ ہر لفظ دل و دماغ میں پیوست ہو کر رہ جاتا تھا۔

۳ رجب سن ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۲ فروری سن ۱۹۸۸ء پیر بوقت ۱۲ بج کر ۱۰ منٹ دوپہر آپ نے داعی اجل کو لبیک

کہا۔ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پیر جو گوٹھ میں مدفون ہوئے آپ نے ۳۱ سال جامعہ راشدیہ کی خدمت کی اور ہزاروں عالم اور حافظ تیار کیے آپ کے بے شمار شاگرد کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس و مساجد میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ چند فضلاء کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر قادری، مولانا رجب علی، حضرت مولانا غلام قادر مرحوم، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم سکندری، مولانا مفتی اشفاق حسین، نعمی، مولانا مفتی اعجاز ولی خان، مولانا محمد ہارون وغیرہ..... آپ کا عرس مبارک ۳۰ نومبر سے یکم دسمبر تک آپ کے مزار شریف پیر جو گوٹھ میں عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔